ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر سونیا بشیر
اسسٹنٹ پروفیسر یونیورسٹی کالج برائے خواتین، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان
ڈاکٹر ولی محمد
لیکچرار، شعبہ اردو جامعہ پشاور
ڈاکٹر محمد اویس قرنی
لیکچرار، یونیورسٹی کالج فار بوائز جامعہ پشاور

خیبر پختونخوا کی اردو نظم اور شہر آشوب

Dr Sonia Bashir *
Assistant professor of Urdu, University College for women, AWKUM Mardan.
Dr.Wali Muhammad
Lecturer, Department of Urdu, University of Peshawar.
Dr Muhammad AwaisQarni
Lecturer, University college for boys University of Peshawar.

***Corresponding Author:**

Khyber Pakhtunkhwa's Urdu Poem And Shehr e Ashob

The province of Khyber Pakhtunkhwa has been under the grip of terror and brutality for the past several decades. The physical and spiritual beauty of this territory has completely destroyed due to political and administrative failure and unrest. For several decades, this territory has been the target of known and unknown armed groups. As a result, the tragedy of this territory is richly reflected in the poetry and literature here. In modern literature, the poems of Shahr e Ashob are found in Ahmed Faraz, MohsinEhsan, KhatirGhaznavi, NazirTabasim, RiazSagar, Shujaat Ali Rahi, FarighBukhari, Izhar Allah Izhar, ShahabSafdar, Sajjad Babar and

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

several other contemporary poets. In this research paper, the poets of Khyber-Pakhtunkhwa emerges in the city of Chaos, a map of a city which is on the target of oppression and tyranny, unrest, fear, desolation, material and spiritual misery. The poets of this region have effectively portrayed the emotions evoked by the beauty of the city and the calamities that befell it in the "shehirashoabs"resulting the tragic situation after the destruction of this smiling city. The researchers have analyzed the subject under research in a logical manner and have also given references to the poems of the poets of Khyber Pakhtunkhwa in this regard.

Key Words: *Khyber pakhtunkhwa, poems, shehr e ashob, terror, coercion, lawlessness, oppression, violence, analysis.*

درخشندہ روایات کا امین صوبہ خیبر پختونخوا جب حرب وضرب کی شوراشوری کی زد میں آگیا تو یہاں کے ہر شہر کی گلیوں اور بازاروں پر خوف کے سائے منڈلانے لگے۔ وہ مقامات جہاں سینوں کا مستقبل تھا جہاں پہ ثقافت کے دبستانوں کو جلا ملتی تھی، جہاں کی فرحت بخش ہوائیں دلوں کو خوشیوں سے معمور کر دیتی تھیں۔ یہاں کے موسم البیلے رنگوں سے مالا مال تھے۔ گھنگھور گھٹائیں ساون رت میں جھومتی جاتیں۔ کھیت کھلیانوں میں کام کرتے کسانوں کے دلوں میں امیدوں کے چراغ روشن رہتے۔ چمن زاروں اور پیڑوں کی ہریالی آنکھوں کو طراوت بخشتی تھی۔ بہار کے موسم میں رنگ ہی رنگ ہوتے 'پھولوں کے بسیرے میں حسن وجمال، خوشحالی اور امن وسکون کے نغمے تھے۔ موسیقی کی محفلیں تھیں۔ ہر طرف سبزے کی لہلہاہٹ اور پرندوں کی چہچہاہٹ ہوتی۔ جابجا پر رونق میلوں میں چہل پہل ہوتی۔ وہی شہر، گاؤں، قصبے، بازاراور کھیت کھلیان سہمے سہمے رہنے لگے۔ اور جب شہر جمال و جلال کا حسن حملہ آوروں اور غارت گروں نے پامال کر دیا تو یہاں کے ادیبوں اور شاعروں کی تحریروں میں محبت کے نغمات کی بجائے غم دوراں کا فسانہ نمایاں نظر آنے لگا۔ یہاں کے نظم نگاروں کے ہاں ایک ایسے شہر کے لاپتہ ہونے کا تذکرہ ملتا ہے جو رونق، گہما گہمی، خوشبوؤں اور رنگوں کی ایک الگ پہچان رکھتا تھا۔ اس چہل پہل کو کس کی نظر لگ گئی کہ صبحیں اور شامیں تذبذب، خوف اور حزن وملال میں ڈوب گئیں۔ احمد فراز شہر خوباں کا ماتم کرتے ہوئے نظم کا عنوان ہی یہی رکھتے ہیں۔ یعنی "چلو اس شہر کا ماتم کریں" ۔

اپنی نظم میں احمد فراز نے ان دنوں کا تذکرہ کیا ہے جب مہربان ہوائیں شہر کو چھوڑ کر کہیں دور جا چکی ہیں اور ڈری سہمی لاشیں گلیوں میں اس لیے پھرتی ہیں کہ انہیں دفن کرنے والا کوئی نہیں۔ ان شہروں میں صبح صادق کے خواب دیکھنے والوں نے سیاہ راتوں کے ہاتھوں تاروں کا قتل عام دیکھا۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

"کسی آسیب نے شب خون مارا تھا
مگر اب سب کے چہرے اس قدر فق
اور بازو اس قدر شل ہیں
کہ جیسے کور چشماں گور کن
مصلوب سورج کی بجائے
شہر کو دفنا کے آئے ہیں
چلو اس شہر کا ماتم کریں
جس کے سبھی موسم ہمیں پیارے تھے
اور ہم جسے خود اپنے ہاتھوں سے
کفن پہنا کے آئے ہیں
جسے دفنا کے آئے ہیں"(۱)

یہ شہر جو خیبر پختونخوا کے شعرا کی نظموں میں لٹا لٹا سا ملتا ہے۔ اپنے المیوں کے اعتبار سے اٹھارویں صدی کی دہلی سے مختلف نہیں ہے۔ وہ دہلی جس کا ذکر اس دور کے شاعروں کے ہاں ملتا ہے۔ جس کو فلک نے لوٹ کر ویران کر دیا تھا۔ جو عالم میں انتخاب تھا۔ جہاں چلنے پھرنے والے انسانوں اور بازاروں پر کسی مصور کے اوراق کا گماں ہوتا تھا۔ جہاں پر زندگی اور طوفان میں کچھ زیادہ فرق نہیں رہا تھا۔ جہاں کے شاعر لاشعوری طور پر سیاسی ہلچل سے تنگ آچکے ہیں۔ جہاں پر لاکھوں انسانوں کا قتل اور اس کے نتیجے میں المیوں نے جنم لیا۔ یا پھر وہ دہلی جو عہد غالب میں موجود تھا اور غالب کے خطوط کی روشنی میں اس کی مکمل سیاسی اور سماجی تصویر بنتی ہے۔ جہاں کی مجلسی زندگی تباہ و برباد ہو کر رہ گئی ہے۔ جہاں بغیر ٹکٹ کے قیام ناممکن ہے۔ جہاں آبائی وطن کی شناخت بے معنی ہو کر رہ گئی ہے اور اس کی جگہ استعماری قوتوں کے سامنے ان کی پسند کی شناخت کے ساتھ سامنے آنا لازمی ہے۔ جہاں پر خوف، وحشت، تعصب اور دہشت کا وہ عالم ہے کہ ڈھونڈے سے کوئی مسلمان نہیں ملتا۔ خیبر پختونخوا کے شاعروں کے ہاں اجڑے ہوئے شہر کا المیہ ملتا ہے۔ جو قدیم دہلی کے ساتھ المیوں کے اعتبار سے مماثلت رکھنے کے باوجود کچھ مقامی اور زمانی رنگوں کا بھی حامل ہے۔ اور اس شہر کے مسائل اور ہولناکی کو جدید شعرا نے منفرد طرزِ احساس کے ساتھ صفحہ قرطاس پر اتارا ہے۔ یہ آسیب زدہ شہر ہر طرف سے سامراج کے نشانے پر ہے۔ یہ شہر مظلوماں خاموش ہے اگرچہ

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس کا سارا جسم گولے اور بارود سے چھلنی ہے۔ اس آسیب زدہ علاقے کی کہانی فراز کی نظم مسند پیر مغان میں بھی دہرائی گئی ہے۔ جہاں اب کچھ بھی باقی نہیں رہا وہ اپنے دوستوں کو ڈھونڈنے پکارتے ہیں لیکن ان کی خیر خبر نہیں آتی۔ جواب ملتا ہے تو اس صورت میں کہ ان کے دوستوں پر ستم گروں نے بجلیاں گرائی ہیں۔

" اڑا کے باد فنا لے گئی ہے شہر کا شہر
نہ بام و در رہے باقی نہ جسم و جاں میرے
کسے کسے میں پکاروں کسے کسے روؤں
تڑپ رہے ہیں شناسا کہاں کہاں میرے
کسی کا کاسہ سر ہے فضا میں سر گرداں
کوئی فگار دل آرادو نیم ہو کے گرا"(۲)

دیکھا جائے تو اس شہر کا ظاہری اور معنوی حسن دونوں مکمل طور پر تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔ کسی بھی شہر کا ظاہری حسن وہاں پر موجود تاریخی عمارات، لباس، رہن سہن، گلیوں، کوچوں کی صفائی اور ستھرائی اور زندگی سے بھرپور سماجی سرگرمیوں کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے جبکہ اس کا باطنی حسن وہاں پر زندگی بسر کرنے والے انسانوں کے ذوق جمال، روحانی پاکیزگی، مثبت اور زندگی پرور رویوں اور سوچ کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ شہر کا ظاہری حسن باطنی جمال میں ڈوب کر تخلیق کی صورت اختیار کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں جو ادب تخلیق ہوتا ہے وہ جذبہ افتخار، احساس حسن اور زندگی کے ولولوں سے عبارت ہوتا ہے جبکہ برعکس صورت میں جب زندگی ہی انسان کے کندھوں پر بوجھ بن جائے اور شہر کی گلی گلی عفریت کی صورت اختیار کر لے اور المیے گلیوں، بازاروں، مسجدوں اور ہسپتالوں میں خون سے لکھے جائیں تو ایسی صورت میں تخلیقی اعتبار سے روح کی گرانباری لفظ لفظ میں جھانکنے لگتی ہے۔ فراز کی مذکورہ نظم کچھ اس قسم کی کیفیت کو سامنے لاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دکھوں کے موسم میں جب انہیں محبوب کا مکتوب ملتا ہے تو اس میں بھی دل کی حکایت اور پیار کی بات نہیں ہوتی۔ نہ ہی کسی اقرار اور دیدار کا حوالہ۔۔۔ بلکہ غمِ دوراں کا قضیہ ملتا ہے۔

"بس وہی ایک ہی مضموں کہ میرے شہر کے لوگ
کیسے سہمے ہوئے رہتے ہیں گھروں میں اپنے
اتنی بے نام خموشی ہے کہ دیوانے بھی

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

کوئی سودا نہیں رکھتے ہیں سروں میں اپنے (۳)

اسی دور کے شاعر محسن احسان اندر باہر کے ان دشمنوں کی نشاندہی کرتے ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتے لیکن جو ہمارے جسم و جاں میں اُتر چکے ہیں۔ایک تو وہ ہیں جو ہتھیار اٹھائے ہر وقت یہاں کے گھروں کو نشانے پر رکھے ہوئے ہیں جن کی آنکھوں میں بارود دہک رہا ہے جو ماحول کی شادابی کو بھسم کر دیں گے جو دریاؤں کو زہر آلود کرنے والے ہیں۔شاعر فکر مند ہیں کہ یہ لوگ میرے سرو صنوبر کو نہیں چھوڑیں گے۔سرحدوں پہ ان کے توپوں کی گونج گرج اندیشوں میں اضافہ کر رہی ہے۔دوسرے وہ ہیں جو تعصب، رشوت اور نام نہاد قانون کی شکل میں شہر کو تباہی و بربادی کی طرف لیے جا رہے ہیں۔ایسے ہی وہ مختلف دشمنوں کے بارے میں بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"میری دشمن ہے وہ بندوق کہ جو
لوح و قلم کے بدلے
مدرسوں میں میری
درانہ چلی آئی ہے" (۴)

انتہائی دکھ اس بات کا ہے کہ کتاب کہیں پہ دھری رہ گئی اور مدرسہ خوف کی علامت بن گیا۔

بزرگ شاعر خاطر غزنوی لٹی پٹی بہاروں کا تذکرہ کرتے ہیں تو انہیں پیلی پیلی مرجھائی ہوئی کرنوں کے دھاگے اس طرح بکھرے پڑے ملتے ہیں کہ دھرتی کا سارا حسن گہنا جاتا ہے۔خندہ رو روشن فضائیں تیرگی کے وار سہہ رہی ہیں۔وہ کلیاں جو صبح سویرے کھل کر خوشبوؤں اور رنگوں میں گھل کر جھومتی تھیں۔الجھنوں میں کھو چکی ہیں۔اگرچہ ان دھندلائی اور تشنہ فضاؤں میں اب بھی پرندے اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن اب وہ شوخیاں نہیں رہیں۔بہت کچھ کھو چکا ہے۔

"آسمان نے جانے کتنے رنگ بدلے ہیں
چمن کی ہر کلی نے پھول بن کر پتی پتی ہو کے گرنے تک ذرا
جھپکی نہیں ہے آنکھ
حیران سوچتی ہے
سب کے سب درویزہ گر تھے
اپنی اپنی منزلوں سے بے خبر تھے" (۵)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

ہمارے شاعروں نے اس شہر میں پرورش پائی تھی جو انسانی قدروں سے متمتع رہا تھا جب یہ نمائندہ شہر زوال کی جانب گامزن ہوا تو حساس ذہنوں نے اس المیے کو بہت شدت سے محسوس کیا۔ڈاکٹر نذیر تبسم کے خیال میں قدروں کا یہ زوال ایک ایسا المیہ ہے جو مجلسی زندگی کے انتشار کے ساتھ ساتھ فرد کی ذاتی زندگی کو بھی تنہائی ، محرومی، تشنگی اور پیاس کی علامت بنا رہا ہے۔ایک ایسا ماحول جہاں مکالمہ گم ہو رہا ہے۔الفاظ گونگے ہو رہے ہیں۔(۶)

اس شہر میں سکون امن، چین و عافیت اور فطرت کے حسن کی جگہ بے گھری اور بے دری نے لے لی۔شک اور تردد نے ہر طرف خوف کا ایسا زہر پھیلا دیا ہے کہ شہر اور کھنڈر میں فرق کرنا مشکل ہو گیا۔اسی ضمن میں خاطر غزنوی کا یہ شعر دیکھئے۔

"بستیاں ہو گئیں بے نام ونشاں راتوں رات
ایسے طوفان بھی آئے ہیں یہاں راتوں رات"(۷)

ریاض ساغر اپنے شہر آشوب میں موسموں کے روٹھ جانے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ زندگی حسن و نزاکت کے مضامین سے عاری ہو چکی ہے اس لیے پھول سوکھتے اور خوشبوئیں ہجرت کرتی جا رہی ہیں۔گھر، گاؤں بستیاں اور بازار اجڑ چکے ہیں۔دیوار کے اس پار وہ قاتل ہیں جو برچھیاں لیے کھڑے ہیں۔دوسری جانب وہ لوگ ہیں جو ان کا نشانہ بننے کے منتظر ہیں۔ان سب کی گردنوں میں گراں بار طوق حائل ہیں۔جس کی وجہ سے ان کے لیے سر اٹھانا مشکل ہو چکا ہے۔مسندوں پر وہ لوگ براجمان ہیں جو چور اور لٹیرے ہیں۔

یہ کون سی رت ہے کہ نہیں پھول کھلاتی — خوشبو کو لٹاتی
ہے کون سا موسم کہ سرافگندہ ہیں اشجار — اے مالک و مختار
سہمے ہوئے ہیں شہر کے سب کوچہ و بازار — کیا جنس و خریدار
جب دل ہی نہیں سینے میں پھر کونسا دلدار — کیا چشم فسوں کار"(۸)

اس سلسلے میں احمد فراز کی نظم "بن باس "اہمیت کی حامل ہے جس میں ایک ایسے شہر کی تصویر ملتی ہے جس کے سارے دروازے شہر کے واحد نغمہ گر کیلئے بند ہو چکے ہیں۔وہ غربت کے دکھ جھیل کر آیا ہے تاکہ اپنے گھر کی دیواروں سے تھکی ترسی آنکھیں سہلا سکے۔وہ اپنے چمن کے جلے ہوئے پودوں اور گرد آلود درختوں کی مردہ شاخوں پر بین کرنے اور مہجور راستوں کو چومنے کی خاطر آیا ہے۔اپنی گلیوں اور ان گلیوں میں رہنے والوں کو جی بھر کے دیکھنے کا خواہشمند ہے۔برسوں کی ترسی ہوئی آنکھیں اپنے ان پیارے چہروں کو دیکھنے کے بعد ان کو اپنی نظمیں

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

،غزلیں، گیت سنا کر سنا کر درد کے ماروں گا درمان بننا چاہتا ہے لیکن وہ دیکھتا ہے کہ شہر کے سارے راستوں پر لوہے کے کانٹے بچھائے گئے ہیں۔ وہ پہرہ داروں سے شہر میں داخلے کی اجازت طلب کرتا ہے تو جواب تنے ہوئے نیزے کی صورت میں ملتا ہے۔

"مجھ کو شہر میں
میرے شہر میں جانے دو
لیکن تنے ہوئے نیزوں نے
میرے جسم کو یوں برمایا
میرے ساز کو یوں ریزایا
میرا ہمکتا خون اور میرے سسکتے نغمے
شہ دروازے کی دہلیز سے
رستے رستے
شہر کے اندر جا پہنچے ہیں
اور میں اپنے جسم کا ملبہ
ساز کا لاشہ
اپنے شہر کے شہ دروازے
کی دہلیز پہ چھوڑ کے
پھر انجانے شہروں کی شاہراہوں پر
مجبور سفر ہوں
جن کو تج کے گھر آیا تھا"(۹)

اس نظم میں پیش کئے گئے منظر سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت شہر کی حالت کیا تھی۔ جو امن پسند اور محبت کرنے والے سچے لوگ تھے انہیں شہر بدر کر دیا گیا تھا اور جو جنگ باز تھے ان کے آر پار آنے جانے پر کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ یہ ایسے حالات تھے جب حساس ذہن اس سوچ میں پریشان و سرگرداں تھے کہ جیسے وہ شہر میں نہیں جنگل میں ہوں۔ اس ضمن میں شجاعت علی راہی اپنی نظم "امن" کچھ یوں رقم کرتے ہیں۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

" ۔ اک عجب کارزار ہے ہر سو
شام ہوتے ہی آنکھ دیکھتی ہے
خون آلود جگنوؤں کی قطار
کان سنتے ہی پھر دھماکا کوئی
اڑتی ہے پھر کہیں لہو کی پھوار
دھوپ کے آتشیں تھپیڑوں نے
فاختاؤں کے پر جلا ڈالے
جن میں بچے تھے جن میں مائیں تھیں
وحشتوں نے وہ گھر جلا ڈالے "(۱۰)

فارغ بخاری جب اپنے چمن کو تاراج دیکھتے ہیں تو "جنگل کا قانون" کے عنوان سے نظم تخلیق کرتے ہیں۔

"جہاں انسانیت کے سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں
جہاں غنڈوں کی، چوروں، ڈاکوؤں کی
شہر پر جاری ہیں یلغاریں
میں ایسی ظلم کی نگری میں بستا ہوں
کہ اپنے دل پہ چلنے والی
اس بارود کی گولی سے سستا ہوں
جو میرے ہی لہو میں ہے
گلو میں ہے
نہ جانے کب سے میری جستجو میں ہے "(۱۱)

اس موضوع کے تحت ہمیں جتنی بھی نظمیں ملتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سارا کرب جو معاشرے کے حصے میں آیا ہماری شاعری کو منتقل ہو گیا۔ اس دوران امن کے موضوع پر لاتعداد تحریریں سامنے آئیں، بحث ومباحثے ہوئے، سیمینار منعقد ہوئے، تقریروں، مکالموں اور گفتگو کی طویل نشستیں ہوئیں، امن کے نام پر مشاعرے ہوئے اور شعراء نے بھرپور انداز میں اپنے شہر کی دلی خواہش کو سامنے رکھا۔

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار اس صورتحال میں ساکت ہونٹوں، بے قابو نگاہوں، تیز ہوتی دھڑکنوں، کانپتے اور لرزیدہ جسموں کو آئینہ کر کے حادثوں رنگے الجھے انسان کی تصویریں دکھاتے ہیں۔

"قتل ہوتے ہیں بے گنہ مجرم
عصمتیں لوٹ لوٹ جاتی ہیں
زندگی وحشتوں کا جادو ہے
خوف ہے جائیداد لوگوں کی
لٹ ہی جاتے ہیں گھر کے آنگن میں
جو گھروں میں پناہ لیتے ہیں
ہر محافظ ہے اک نیا قاتل
لوٹتا ہے سہاگ بہنوں کا
مامتا ہی کو روند ڈالے ہے"(۱۲)

اس عہد کے تسلسل میں آنے والے نئے شعراء میں شہاب صفدر ایک اہم حوالہ رکھتے ہیں۔ شاعر جب اپنے چار سو دیکھتا ہے تو اسے ہر طرف آگ ہی آگ ملتی ہے۔ وہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ وہ وطن جسے بہشت تصور کیا جاتا تھا اس کا یہ حال کیسے ہوا۔ اور اس کو پوری طرح ضبط تحریر میں کیسے لایا جا سکے گا۔ اسے معلوم ہے کہ اس کی دسترس میں کچھ نہیں ہے۔ بس وہ ایک حساس انسان کی طرح سوچ رہا ہے کہ یہ سب کچھ کیسے اور کیوں ہوا۔

"سوچتا ہوں تو جان جاتی ہے
کل یہاں کیا تھا اور اب کیا ہے
پیار تھا صحبتیں تھیں میلے تھے
تھے مگر اب نہیں سبب کیا ہے"(۱۳)

اس دور کے شعراء نے زہر آلود ہوتی فضا کو دیکھا تو موت اور یاسیت نے بڑے تواتر کے ساتھ ان کی شاعری میں جگہ پائی۔ اور فنا کا احساس جیسے ہر شخص کے اندر بہت دور تک رچ بس گیا۔ ڈاکٹر فقیر اخان فقری "اٹھتا ہوا جنازہ" کے عنوان "سے لکھتے ہیں:

" ہر چیز کے بدن سے

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

بہتا لہو ہے تازہ
پھولوں کا دیکھتا ہوں
بکھرا ہوا شیرازہ
اجسام کو ازل سے
قدرت نے ہے نوازا
لاشوں پہ مل دیا ہے
کیا زرد زرد غازہ
اف کائنات کا یہ
اٹھتا ہوا جنازہ
دیکھا نہیں ہے جاتا"(۱۴)

ڈاکٹر فقیر اخان دنیا کے ماتم کدے کو آنسو زدہ سمجھتے ہیں جہاں ہر چیز بے سہارا ہے۔ نہ سورج کو ثبات ہے نہ چاند تاروں کو۔ جہاں بجلیاں پھولوں کو جلا دیتی ہیں اور آشیانوں کو مٹا دیتی ہیں۔

سجاد بابر نقاب بندھے چہروں کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے عصری زوال سے پیدا ہونے والے المیے پر لکھتے ہیں کہ اگر اس طرز سے کوئی کسی علاقے پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کیلئے کسی کے دل میں محبت کا جذبہ نہیں جاگتا نہ ہی اسے کوئی خوش آمدید کہنے والا ملے گا۔ نہ ہی زور و جبر اور چالاکی سے کسی کے دل کو جیتا جا سکتا ہے۔

"آنے والے ذرا باب امروز پر اک نظر تو کریں
شہر میں پیشوائی کا اک راز ہے
اس کو پڑھ لیں تو وہ اجنبی کیوں رہے"(۱۵)

شہر کو کھنڈر بنتے دیکھ کر ابرار سالک استفسار کرتے ہیں کہ روشنیوں کے اس شہر کو کیا ہوا۔ دوپہریں جہاں سنسان ہو چکی ہیں اور شامیں خالی خالی گزرنے لگی ہیں۔ وہ پوچھتے ہیں کہ وہ روشنیاں کہاں چلی گئیں اور شب کی تاریکی اور سیاہی میں کن چہروں کی کالک ہے۔

"کن ہاتھوں نے خون اچھالا تیری سڑکوں پر
کہاں سے آئی ہے ان گلیوں میں یہ خوف کی لہر"(۱۶)

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

ایسے حالاتِ میں جب ہر راستہ قفل بند ہو جاتا ہے۔تو انبوہ بے اماں میں تیزی سے تبدیل ہوتے رویوں اور اپنی شناخت سے محرومی کا خدشہ دلوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔اخلاق احمد خونریزی کے بڑھتے ہوئے واقعات پر رقمطراز ہیں:

میرے بابا
مجھے اسکول مت بھیجو
میں ڈرتا ہوں
کتابوں میں چھپی جنگل کہانی سے
ہزاروں جانور جیسے
میرے بستے سے باہر آنکلتے ہیں
مجھے زندہ نگلتے ہیں"(۱۷)

یہاں جنگل کے جانوروں کو کتابوں کے اوراق سے جس طرح باہر لا کر انہیں بچے کی نفسیات پر اثر انداز ہوتے دکھایا گیا ہے اس کی طرف صرف ایک شاعر ہی کا دھیان جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر اویس قرنی پے در پے دلدوز سانحات کو یوں رقم کرتے ہیں۔

"ایک ہی واقعہ نظر میں رہا
کتنے دن چھپ کے اپنے گھر میں رہا
خوف ہی خوف بام و در میں رہا
خون ہی خون چشم تر میں رہا
کیسی بدروح میرے اندر تھی
کون شیطان مجھ بشر میں رہا"(۱۸)

ڈاکٹر نذیر تبسم نے اس شہر کا نوحہ لکھا ہے جسے انہوں نے اپنے بچپن اور جوانی کے دنوں میں بہت پر مسرت اور ہرا بھرا دیکھا تھا اور جو رفتہ رفتہ حالات کی زد میں آکر اپنی ساری خوبصورتی کھو بیٹھا۔نذیر تبسم شہر کو ایک زندہ اور جیتا جاگتا کردار مان کر اسی کی زبانی یہ نظم پیش کرتے ہیں۔

"میں اک شہر فسردہ ہوں

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

جو اپنی گرد ہوتی راکھ میں بجھنے لگا ہوں
کہ جس کے خال و خد مجروح ہوتے جا رہے ہیں
میری تاریخ میرے سامنے گم ہو رہی ہے
میرے چاروں طرف مکڑی نے جالے بن دیے ہیں
یہ نامانوس سے منظر مجھے الجھا رہے ہیں
میری پہچان کو
تابوت میں عرصے سے رکھا جا چکا ہے
اے میرے باسیو!
مجھ کو فقط اتنا بتا دو
میری تدفین میں اب اور کتنی دیر باقی رہ گئی ہے"(۱۹)

کئی دہائیوں پر پھیلی خونریزی نے خیبر پختونخوا کے شاعروں کو نئے موضوعات دیے اور یہاں کے شاعروں نے مختلف زاویوں سے پورے منظر نامے کی بھرپور عکاسی کی۔ان نظموں کے مضامین جیسے ایک طویل سناٹے کے مانند ہیں۔جو شہر در شہر تباہی و بربادی کی شکل میں پھیلا ہوا ہے۔لیکن ان ساری پریشانیوں کے باوجود ہمارے شاعر نے لکھا اور جہاں ایک طرف اپنے دکھوں کا نوحہ مرتب کیا وہیں ساتھ ساتھ عالمی امن اور احترام آدمیت کو مد نظر رکھ کر بھائی چارے اور رواداری کے مضامین کو قلمبند کیا۔

حوالہ جات

1۔احمد فراز، بے آواز گلی کوچوں میں، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۱۹۸۲۔ص۔۸۷
2۔احمد فراز، پس انداز موسم، دوست پبلی کیشنز اسلام آباد، ۱۹۸۹۔ص ۹۲۔۹۳
3۔ایضاً۔ص ۸۶
4۔محسن احسان، مٹی کی مہکار، ناشر: ندارد۔۱۹۹۶۔ص ۵۳
5۔خاطر غزنوی، خواب در خواب، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۱۹۸۵۔ص ۱۲۳-۱۲۴
6۔نذیر تبسم، ڈاکٹر، سرحد کے اردو غزل گو شعراء، بخاری پبلشرز پشاور، ۲۰۱۶۔ص ۳۲۰
7۔خاطر غزنوی، خواب در خواب، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور۔۱۹۸۵۔ص ۴۷

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 4, (Oct to Dec 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-IV)urdu-25

ماخذ تحقیقی مجلہ

8۔ریاض ساغر، پانچواں موسم، سانجھ پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۲۔ ص۔ ۹۲

9۔احمد فراز۔ بے آواز گلی کوچوں میں؛ ص ۲۳۔ ۲۴

10 ۔ شجاعت علی راہی، ہجرت مسلسل، ماورا پبلشرز لاہور ۲۰۱۲۔ ص ۵۴۔ ۵۵

11۔فارغ بخاری، محبتوں کے نگار خانے، ادارہ علم و فن پاکستان۔ ۱۹۸۷۔ ص ۱۴۷

12۔اظہار اللہ اظہار، ڈاکٹر، گرفت، انصاری پرنٹنگ پریس پشاور ۱۹۹۹۔ ص ۱۴۵۔ ۱۴۶

13۔شہاب صفدر۔ نیلگوں، مثال پبلشرز فیصل آباد ۲۰۱۳۔ ص 123

14۔ فقیر اخان فقری، ڈاکٹر، قلزم زیست، الوجدان پاکستان۔ ۲۰۱۳۔ ص ۱۵۰

15۔ سجاد بابر، راہرو، اساطیر پبلشرز لاہور ۱۹۸۹۔ ص ۱۰۵۔ ۱۰۶

16۔ابرار سالک، مسافت کم نہیں ہوتی، الحمد پبلی کیشنز لاہور۔ ۱۹۹۸۔ ص ۴۱

17۔اخلاق احمد اعوان، میسر، مثال پبلشرز فیصل آباد۔ ۲۰۱۹۔ ص ۱۴۳

18۔ محمد اویس قرنی، ڈاکٹر، مشمولہ روزنامہ مشرق پشاور۔ ۱۰ جون ۲۰۰۷۔ ص ۵

19۔نذیر تبسّم، ڈاکٹر، ابھی موسم نہیں بدلا۔ اشاعت دوم۔ بخاری پبلشرز پشاور۔ ۲۰۱۶۔ ص ۱۵